برّصغیر میں سعدی کی اُردو سوانح نگاری کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر محمد اقبال ثاقب، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر محمد ہارون قادر، پروفیسر شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Shaikh Sa'di Sherazi was a great Persian Poet and prose writer of Iran. His works like "Gulistan" "Boostan" and "Diwan-e-Ghazaliat" have influenced almost all the inhabitants of this globe.But his popularity in the sub-continent has a different story.According to a research conducted by the author of these lines in 1995 A.D, 525 books have been written in the Sub-continent about the life, Personality and written works, of sa'di in the form of biographies, commentaries and translations.These books have been written in almost all the prevalent languages of this land.In this article, The Urdu biographies of Sa'di Sherazi have been analyzed to determine the effects of his thoughts on the culture of our continent.

سعدی کی برّصغیر میں محبوبیّت کا اندازہ درج ذیل چند حقایق سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ برّصغیر میں سرکاری اور شخصی کتابخانوں میں، سعدی اور اس کے آثار سے مربوط ہزاروں کی تعداد میں موجود خطّی نُسخے، اُن کا خوبصورت خط اور صفحات پر نقش ونگار اور آرایش اِس دعوے پر گواہ ہیں کہ سعدی کو اِس سرزمین میں بے حد مقبولیّت حاصل تھی۔

۲۔ سعدی کی کتابوں کے متون، تراجم، شروح، فرہنگوں، تضمینوں اور انتخابوں کے سینکڑوں ایڈیشن جو شایع ہوچکے ہیں۔

۳۔ سعدی کی معروف کتب گلستان اور بوستان کی پیروی میں لکھّی جانے والی دسیوں کتابیں۔

۴۔ برّصغیر کے دینی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں میں سعدی کی نظم ونثر کی تدریس۔

۵۔ سعدی کے حالات زندگی اور افکار پر مشتمل تحقیقی کتب۔(۱)

مذکورہ بالا تمام شواہد اِس حقیقت کے غمّاض ہیں کہ شیخ سعدی شیرازی برّصغیر کے لوگوں میں ہمیشہ بے حد مقبول رہے ہیں اور لوگوں میں اُن کی شخصیت کے بارے میں جاننے کی تشنگی محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اس خطّے کے عوام و خواص کی اسی پیاس کو بُجھانے کے لیے حیات و حالات سعدی پر مبنی کئی کتب، یہاں کی کم و بیش تمام بولی جانے والی زبانوں میں تالیف کی گئیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اس موضوع پر صرف اُردو میں لکھی جانے والی تألیفات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اِن تألیفات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حیاتِ سعدی:

الطاف حسین حالی پانی پتی (ف ۱۹۱۴ء) نے ''حیاتِ سعدی'' کے عنوان سے یہ کتاب ۱۸۸۶ء میں تالیف کی اور مذکورہ بالا تالیف اِسی سال مطبع انصاری دہلی سے شایع ہوئی (۲) اِس کے بعد یہ کتاب کئی بار مختلف اشاعتی اداروں کے توسط سے چھاپی گئی اور آخری بار مجلس ترقی ادب نے ۱۹۹۵ء میں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کی تصحیح کے بعد شایع کی گئی۔ سیّد نصر اللہ سروش نے ''حیات سعدی'' کا ایران میں فارسی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۳۱۶ خورشیدی میں ایک اشاعتی ادارے ''بنگاہ دانش'' کے توسط سے تہران میں شایع کیا گیا۔ جس کی فہرست عنوانات حسبِ ذیل ہے:

- ☆ دیباچہ (بزرگوں کے احوال اور لوگوں پر اثرات: اہمیت و مقام سعدی: مأخذ کتاب)
- ☆ فارس اور شیراز (جغرافیائی اہمیت: بزرگوں کی زادگاہ: شیراز کی آب وہوا کی شعر وسخن سے موزونیّت)
- ☆ نام ونسب علاقہ اور شیخ سعدی کا بچپن (فطری قابلیّت: باپ کی سرزنش: یتیمی)
- ☆ سیر وسیاحت (ایشیا اور افریقہ کا سفر: سفر کے مصائب: طرابلس میں قید: ہندوستان کا سفر)
- ☆ شیخ کی شیراز میں واپسی (ابوبکر زنگی کا پُر امن عہد: نسلی تعصّب: بے باکی: خواجہ شمس الدین صاحب دیوان اور اُس کا بھائی علاء الدین: وفات: شیراز میں مقبرہ)
- ☆ شیخ کی زندگی میں اُن کی شاعری کی شہرت (اسلامی ممالک کی سیاحت: کاشغر میں قیام: ھمام تبریزی سے ملاقات)
- ☆ شیخ کے کلام کے بارے میں دوسروں کی آراَ (امیر خسرو دہلوی کا نظریہ: امیر حسن دہلوی: لطف علی آذر...)
- ☆ کلیات (پندنامے ''کریما'' کا شیخ سے انتساب)
- ☆ گلستان و بوستان (اہمیت: گلستان کی تصنیف وقت کی ضرورت: گلستان کا خارجی زبانوں میں ترجمہ: گلستان کی تصنیف کا دورانیہ: مندرجات کی حقیقت ومحاسن: گلستان اور بہارستان کا موازنہ: گلستان اور خارستان کا موازنہ: گلستان اور پریشان کا موازنہ: گلستان سے ایک سو، سولہ مقولے: بوستان اور مشہور مثنویات کا موازنہ: بوستان کے اہم نکات کا خرابات سے موازنہ)
- ☆ غزلیات سے نمونہ (بدائع کی شاعری میں اہمیّت)

☆ قصاید (مجدالدین رومی کی مدح)

☆ صاحبیہ (قطعات: رباعیات: مفردات)

☆ قصاید عربی ومقطّعات

☆ خاتمہ (عمر: زحمات: مذہب: دُنیا کا سفر: علمائے عصر سے کسبِ فیض: نظم ونثر میں مہارت...) (۳)

سببِ تالیف اور مآخذاتِ حیاتِ سعدی:

حالی زیرِنظر کتاب کے دیباچے میں سبب تالیف اور مآخذات کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''سعدی کے مقام ومرتبے اور اہمیّت کے پیشِ نظر موئف نے ارادہ کیا کہ اُس کے حالات زندگی تفصیل کے ساتھ لکھے۔ اِس ہدف کے حصول کے لیے جو تذکرے دسترس میں تھے اُن کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُن سب میں کم وبیش ایک دوسرے کی معلومات کو نقل کیا گیا ہے اور سوائے شیخ کے کلام کی شرح کے اُن کے مقام ومرتبے کے ذیل کچھ بیان نہیں ہوا۔

''یہ حقیقت خاصی مایوس کن تھی۔ راقم نے اپنا ہدف مقصود دیگر ذرائع سے پورا کیا اور ان تذکروں سے استفادہ کے علاوہ، شیخ کے اپنے کلام سے استنباط کیا اور اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے شیخ کے عہد میں لکھی جانے والی تواریخ پر غور وخوض کیا اور ان جملہ کتب میں سے علی بن احمد کے مرتب کردہ کلیات شیخ کے دیباچے سے کچھ مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ اِسی طرح کچھ انگریزی کتب، جو اِس موضوع پر لکھّی گئی تھیں اُن سے بہت مدد حاصل کی۔ مجھے اُمید ہے کہ شیخ بزرگوار کے احوال وآثار پر جو معلومات اگلے صفحات پر قارئین کو فراہم کی گئیں ہیں وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوں گی اور اہل ادب کے لیے قابلِ قدر رہوں گی''۔ (۴)

حالی کا سعدی کے احوال وآثار کے بارے میں اہم نکات پر نکتۂ نظر:

(الف) حالی، سعدی کے ہندوستان کی طرف سفر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مؤلف کی نظر میں اس بارے مکمل طور پر غلطی ہوئی ہے اور سعدی کی امیر خسرو سے ملاقات بھی ثابت نہیں اور ایسی کسی ملاقات پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ تذکرہ نویسوں نے اپنی کتابوں میں یہ غلطی کی ہے...صرف بوستان کی ایک حکایت سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وہ سومنات سے سمندر کے راستے مغرب کی طرف سے حجاز پہنچے ہیں۔ یہ حکایت خیالی بھی ہوسکتی ہے''۔ (۵)

(ب) حیاتِ سعدی کے مؤلف پند نامہ جو ''کریما'' کے نام سے مشہور ہے، کے بارے میں اسی طرح سے رقم طراز ہیں: ''کلیات سعدی کے مشمولات میں سے صرف کریما ایسی تصنیف ہے جس کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ یہ شعری مجموعہ شیخ کا ہے یا نہیں۔ شک کی پہلی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ مثنوی کلیات کے تمام قدیم نسخوں

میں تو موجود ہے مگر علی بن احمد جس نے سب سے پہلا کلیات کا نسخہ مرتب کیا اُس میں موجود نہیں۔ اِس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے ممکن ہے یہ مثنوی علی بن احمد تک نہ پہنچی ہو اور بعد میں شیخ کے کلام کے عاشقوں میں سے کسی ایک نے بعد کے کلیات میں شامل کر دیا ہو۔...

''شک کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کے خیال میں کریما کے اشعار شیخ کے دیگر کلام کے مقابلے میں کم مایہ ہیں۔ اِس کے جواب میں مؤلف کا عقیدہ یہ ہے کہ مذکورہ مثنوی شیخ کے آثار میں سے ہے، اگر اِس کے اشعار کا معیار دیگر آثار سے کم ہے تو یہ مثنوی سعدی کے ابتدائی کلام میں سے ہو سکتی ہے، جو اِس شعر کے مصداق ہے:

گہی بر طارمِ اعلیٰ نشینم _____ گہی بر پشت پای خود نبینم

(ترجمہ) کبھی تو میرا نشیمن فلک الافلاک ہے ___ کبھی اپنے پاوں کی پشت بھی نہ دیکھوں شعرا کے آثار میں کچھ کلام تو بے حد اعلیٰ ہوتا ہے اور کچھ کم معیار کا محسوس ہوتا ہے۔..''(۶)

حیاتِ سعدی کا مقام و مرتبہ:

زیرِ نظر کتاب شایع ہونے والی وہ پہلی کتاب ہے جو سعدی کی زندگی اور آثار کے بارے میں تفصیل کے ساتھ معلومات فراہم کرتی ہے اور تحقیقی نکتۂ نظر سے ایک مستند کتاب ہے۔ بعد کے مؤلفین نے اِس سے بڑھ کر تازہ معلومات فراہم نہیں کیں۔ اسی وجہ سے زیرِ نظر کتاب ''حیاتِ سعدی'' کا مرتبہ اس موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں سے بہت بلند ہے۔

حالاتِ سعدی:

''حالاتِ سعدی'' ۱۸۹۵ء میں مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور نے شایع کی۔ یہ کتاب ۱۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ انتساب کے علاوہ خان احمد حسین خان کا دیباچہ بھی اس تصنیف کی زینت بنا ہے۔ ابواب کی تقسیم کچھ اس طرح سے کی گئی ہے:

پہلا باب	:	سعدی کی پیدائش اور بچپن
دوسرا باب	:	شیخ کی علمی استعداد۔ طبعی عادات اور دیگر حالات
تیسرا باب	:	شیخ کی سیاحت
چوتھا باب	:	مراجعت اور وفات
پانچواں باب	:	شیخ کی شہرت اور لوگوں کی عقیدت
چھٹا باب	:	شیخ کی تصنیف پر رائے
ساتواں باب	:	صد پند سعدی

پہلا باب : شیخ اور دیگر شعرا (۷)

سببِ تالیف:

''میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف اس لیے لکھا ہے کہ مجھے تیرے کلام سے ایک خاص عقیدت رہی اور مجھے امید ہے کہ تیرا روشن نام میری کشت تصنیف پر آفتاب عالمتاب کا کام دیگا۔ عموماً سوانح عمری یا تزک یا بیوگرافی، نیک بندوں کی لازوال یادگار غافلوں کے لئے خواب خرگوش سے بیداری کا آلہ، غیر تمندوں کی رگ حمیّت حرکت میں لانے کا ذریعہ ترقی اور برتری کی کل، اخلاق درست کرنے کا نسخہ، تصوّر کی جاتی ہے اور اسی غرض سے لکھی جاتی ہے.......آپ کی تصنیف اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو سرتاپا اخلاق سے بھری ہوئی ہیں جن سے خاطر خواہ عبرت اور بصیرت حاصل ہوسکتی ہے۔ پس میں نے یہ کتاب اسے بیوگرافی کہا جاوے تو اس غرض سے نہیں لکھی جو عموماً بیوگرافرز کو مقصود ہوتی ہے۔ بلکہ صرف اس مطلب سے کہ اگر چہ میں خاکسار ہوں آپ کے نام کا جو پارس ہے نام لیوا ہو کر سونا ہو جاؤں۔''(۸)

محققانہ انداز:

سعدی شیرازی کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف محققین کے ہاں اور مختلف مصنفین میں ان کے سن ولادت کے بارے میں حتمی رائے نہیں پائی جاتی اور اکثر جا یہ بیان نظر آتا ہے کہ سن ولادت معلوم نہیں۔ بعض کتابوں میں مختلف کتابیں پیش کی گئی ہیں جن سے ان کا سن ولادت واضح نہیں ہوتا کہ وہ کب پیدا ہوئے۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ آپ تقریباً ۵۸۰ھ / ۱۱۸۴ء میں شیراز میں پیدا ہوئے۔ The Encyclopedia of Islam میں لکھا ہے:

He was born in Sheraz in the 13th century, Probably between 610A.H / 1213A.D

اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا میں سن ولادت ۱۱۸۴ء درج ہے۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کے سعدی شیرازی کی سن ولادت میں اختلاف ہے لیکن یہ طے ہے کہ وہ سعد بن زنگی کے عہد میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح شیخ سعدی کے خاندان کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں اور خان احمد حسین خان نے اس کے لئے جلال الدین بغدادی کی کتاب ''حالات سعدیہ'' کے حوالے سے بیان کیا ہے:

> ''جلال الدین بغدادی نے اپنی کتاب حالات سعدیہ میں لکھا ہے کہ شیخ کا خاندان دراصل مکی تھا یعنی شیخ نے خود اُن سے فرمایا کہ میں مکی عرب ہوں اور میرے حسب ونسب کا سلسلہ نبی ﷺ کی صاحبزادی بی بی فاطمہؓ سے تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا خاندان فاطمائی تھا۔ چنانچہ بقول مصنف حالات سعدیہ شیخ کے بزرگ فاتحان عرب کے ساتھ اس ملک میں آ کر آباد ہو گئے

تھے۔''(۹)

خان احمد حسین کا سعدی کے ہندوستان کی طرف سفر کے بارے میں نکتۂ نظر:

تیسرا باب سعدی کی سیاحت کے حوالے سے ہے۔ شیخ مرحوم نے اپنی عمر کا بہت سا حصہ سیاحت میں گزارا جن ملکوں کی سیاحت انہوں نے کی ان کے نام خان احمد حسین خان نے یہ دیئے ہیں:

''شیخ مرحوم مشرق میں خراسان، ترکستان اور تاتارتک گیا ہے اور بلخ و کاشغر میں قیام پذیر رہا ہے۔ جنوب میں سومنات تک آیا اور سومنات سے ہندوستان کی سیر کرتا ہوا دریا کی راہ عرب کو چلا گیا۔ شمال مغرب میں بارہا آیا اور گیا۔ اصفہان، تبریز، بصرہ، کوفہ، بیت المقدس، طرابلس الشرق، دمشق، دیار بکر اور اقصائے روم روم کے شہروں میں سالہا سال اس کی آمدورفت رہی۔ مغرب کی جانب عرب اور افریقہ میں اس کا بار بار جانا اور وہاں ٹھہرنا معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان سے واپس ہوتے ہوئے یمن، صنعا، حجاز، اسکندریہ، مصر، حبش میں مقیم رہنا بھی شیخ کی تصانیف سے ثابت ہے۔''

اس کے علاوہ انہوں نے انسائیکلو پیڈیا برٹینکا، چیمبرز انسائیکلو پیڈیا اور شیخ آذری کی کتاب ''جواہر الاسرار'' سے بھی اہم اور معلوماتی حوالے پیش کیے ہیں۔ شیخ آذری کی تصنیف کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''شیخ آذری نے اپنی کتاب جواہر الاسرار میں بیان کیا ہے کہ شیخ شیراز سے ہندوستان میں آخری مرتبہ امیر خسرو کے دیکھنے کے لیے آیا تھا۔ لیکن یہ امر مشکوک ہے جس وقت ہندوستان اور ایران میں خسرو کی شہرت ہوئی۔ اس وقت شیخ کا عالم ضعیفی تھا اور یہ یقین نہیں آتا کہ اس عمر میں اس قدر دور دراز سفر محض ایک نوجوان کے دیکھنے کی خاطر اختیار کیا ہو۔''(۱۰)

حالاتِ سعدی کا مقام و مرتبہ:

مجموعی طور پر ''حالات سعدی'' کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ خان احمد حسین خان نے سعدی کی زندگی کی تمام جزئیات اور ان کی تمام تصانیف کی عالمگیر خصوصیات کو پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیانات کو موثر بنانے کے لئے مصنفین، محققین اور ناقدین کی آراء سے بھی مدد لی ہے۔ تاہم ان کا رجحان اور طرزِ عمل محض سعدی کے مقام کو واضح کرنا تھا اور جہاں انہوں نے موازنہ نہ کیا، وہاں بالکل یک طرفہ فیصلہ سعدی کے حق میں سنایا ہے۔ اس سوانح عمری کی اہمیت یہ ہے کہ خان احمد حسین خان نے ایک طرف تو سعدی کے حالاتِ زندگی، تعلیم اور سیاحت کو بطور خاص پیش کیا ہے اور دوسری ان کی تصانیف کا جائزہ لے کر مختلف شعرا کے ساتھ تقابل کر کے ان کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

''حالات سعدی'' میں خان احمد حسین خان کی نثر کا وہی انداز ہے جو اُن کی دیگر تصانیف میں نظر آتا ہے۔ اس عہد میں چونکہ نثر نگاروں پر مولانا محمد حسین آزاد کا رنگ غالب تھا، اس لئے یہ رنگ معمولی طور پر خان احمد

حسین خان کے ہاتھوں پر بھی نظر آتا ہے مگر انھوں نے اس رنگ کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیا اور اپنی جدت طبع کی بدولت اپنا ایک انفرادی انداز پیدا کیا جس سے ان کی سوانح عمری کی ادبی اہمیّت بڑھ جاتی ہے۔(۱۱)

یادگارِ سعدی:

سعدی کے احوال و آثار پر یہ کتاب اخبار مشیر ھند کے مالک فیروز الدین نے تحریر کی جو ۱۸۹۸ء میں مطبع صدائے ھند لاہور سے شایع ہوئی۔ مذکورہ کتاب کے مؤلف نے اس کا انتساب نواب حامد علی خان والی ریاست مصطفیٰ آباد (رامپور) کے نام لکھا۔ فیروز الدین نے دیباچے کے اختتام پر یکم دسمبر ۱۸۹۸ء کی تاریخ ثبت کی ہے، احتمالاً یہی اس کتاب کا سال تالیف ہے۔ ''یادگارِ سعدی'' ۲۸۵ صفحات پر مشتمل ہے اور محتویات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

بابِ اوّل، شیخ سعدی کے احوال زندگانی:

فصلِ اوّل، سعدی کا بچپن؛ فصل دوم، سعدی کی تعلیم؛ فصلِ سوم، سعدی کی سیاحت؛ فصلِ چہارم، سعدی کی تصنیفات اور اُن کی کشش؛ فصلِ پنجم، معاونت، گوشہ نشینی اور شیخ سعدی کی وفات۔

بابِ دوم، شیخ کے صوفیانہ مواعظ:

فصلِ اوّل، مجالس پنجگانہ؛ فصلِ دوم، عقل وعشق کا بیان؛ فصلِ سوم، درویشوں اور مالداروں کے درمیان موازنہ۔

باب سوم، گلستان سعدی کی منتخب حکایات:

فصلِ اوّل، سلاطین اور حکام کے بارے میں حکایات؛ فصلِ دوم، درویشوں کے بارے میں حکایات؛ فصلِ سوم، متفرق حکایات۔

بابِ چہارم، شیخ سعدی کی پُر ارزش نصیحتیں:

فصلِ اوّل، حکام وسلاطین کو نصیحت؛ فصلِ دوم، خاص وعام کو نصیحت۔

بابِ پنجم، پند ومواعظ پر مشتمل سعدی کے اشعار:

فصلِ اوّل، قصائد اور مرثیے؛ فصلِ دوم، بوستان کی حکایات سے انتخاب؛ فصلِ سوم، غزلیات، مثنویات، رباعیات اور مفردات سے انتخاب؛ فصلِ چہارم، ضرب الامثال۔

سببِ تالیف:

مؤلف کتاب کے دیباچے میں مذکورہ تالیف کی غرض وغایت کے ضمن میں یوں رقم طراز ہے:

''دینی اور اخلاقی تعلیمات میں کمی کے باعث دین کی طرف کشش اور اخلاق کی طرف گرایش رُو بہ زوال ہو گئی۔...پس ایک دن مجلس میں اس قضیے پر بات ہوئی تو سعدی کی تصانیف پر بحث کا آغاز ہو گیا اور تمام اصحاب مجلس سعدی کی تصانیف کی توصیف و تمجید کرنے لگے اور اس امر پر افسوس کا اظہار کرنے لگے کہ سوائے گلستان کے دو ابواب سے حکایت کے انتخاب، جو مدارس کے نصاب میں شامل ہے کوئی اور چیز دستیاب نہیں۔علاوہ ازیں فارسی زبان کی درس و تدریس بھی چنداں موردِ توجہ نہیں رہی۔محسوس ہوتا ہے کہ یہ پُر ارزش گنجینہ ایک دن دفن ہو جائے گا...لہذا دوستوں کے زور دینے کی سبب یہ اوراق مرتب ہو گئے کیونکہ بقول سعدی: آزردن دلِ دوستان جہل است و کفارت یمین سھل، یعنی دوستوں کا دل دُکھانا جہل اور اس کے بدلے کفّارہ سہل ہے۔''(۱۲)

یادگارِ سعدی کا مقام اور مرتبہ:

چونکہ ''یادگارِ سعدی'' شیخ کے حالات زندگی علاوہ سعدی کے تمام آثار کے خلاصے پر مشتمل ہے اور اُردو ترجمہ بھی کیا گیا ہے اس لیے قارئین کے لیے بے حد مفید ہے اور جو لوگ فارسی زبان نہیں جانتے وہ بھی شیخ کے افکار سے مستفید ہو سکتے۔علاوہ ازیں کتاب کی زبان نہایت آسان، سادہ اور رواں ہے، اس سے زیرِ نظر کتاب کی اہمیّت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

حیاتِ سعدی از شبلی نعمانی:

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی (ف ۱۹۱۴ء) نے حیاتِ سعدی کے نام سے یہ کتاب مولانا الطاف حسین حالی کی ہمنام تالیف کے بعد لکھی اور مذکورہ کتاب کے آغاز میں سببِ تالیف کے بارے اس طرح سے لکھا: مولوی الطاف حسین حالی نے اپنی تالیف ''حیاتِ سعدی'' میں شیخ کے احوال اور اشعار کے بارے میں اس قدر لکھا ہے کہ اس پر کچھ اور بڑھانا بے فائدہ نظر آتا ہے۔لیکن دوستوں میں سے کچھ علم دوست اصحاب کے بے حد اصرار پر ناچار یہ کتاب تحریر کی ہے۔''(۱۳)

اشاعت اور محتویات کتاب:

زیرِ نظر کتاب، سیّد ظہور الحسن موسوی کے اہتمام سے حافظ سیّد ابوالحسن کی فرمایش پر کانگرس پریس دہلی سے شایع ہوئی۔کتاب میں سالِ اشاعت درج نہیں۔شبلی نعمانی کی تالیف ''حیاتِ سعدی'' درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہے۔

بچپن کا دور؛ تعلیم و تربیت؛ سیر و سیاحت؛ شیراز کی طرف واپسی؛ وفات؛ عمومی حالات اور اخلاقی خصائل؛ تصنیفات شعر؛ اخلاقی شاعری؛ قوّتِ تخیل اور طرزِ بیان؛ غزل سرائی اور اس کی خصوصیات۔

کتاب کا مرتبہ:

شبلی نعمانی نے زیرِ نظر تالیف کی مقدماتی تحریر میں خود اعتراف کیا ہے کہ حالی کی تالیف ''حیات سعدی'' موضوعات کے اعتبار سے ایک مفصّل کتاب ہے اور اس کے مطالب میں کچھ اور اضافہ مقدور نہیں، لہٰذا شبلی نے سعدی کے حالات زندگی بیان کرنے کے علاوہ شیخ کی شاعری پر زیادہ توجہ دی ہے اور تمام منظوم تصانیف پر بحث کی ہے اور اس کے بعد سعدی کے شعر میں پند و موعظت پر اظہار خیال کو اپنی بحث کا موضوع بنایا ہے اور شیخ کی قوّت متخیّلہ اور طرزِ بیان پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے بعد سعدی کی غزل گوئی اور اُس کی خصوصیات پر شذرہ قلمبند کیا ہے۔ شبلی کا شعر شناسی میں مقام بہت نمایاں ہے، ''شعر العجم''، جس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی وجہ سے زیرِ نظر تالیف میں سعدی کی شاعری پر جو کچھ شبلی نعمانی نے لکھ دیا ہے وہ یقیناً سند کا درجہ رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اِس کتاب کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

حیاتِ سعدی از سکندر علی خان:

منشی سکندر علی خان شروانی، ہوشیار پوری نے ''حیاتِ سعدی'' کے نام سے حالی اور شبلی کے بعد یہ تیسری کتاب ۱۹۱۷ء میں مرتب کی ہے جو اسی سال گلزار محمدی پریس لاہور سے شیخ گلزار محمد کے اہتمام سے شایع کی گئی۔

محتویات و سببِ تالیف:

مذکورہ بالا کتاب کا تمام متن درج ذیل عنوانات کے تحت فراہم کیا گیا ہے:

مقدمہ؛ پیدایش؛ حسب و نسب؛ پرورش و تربیت؛ علمی استعداد؛ طبعی اخلاق؛ سیر و سیاحت؛ شہرت اور لوگوں کا حسنِ ظن؛ واپسی اور وفات؛ بوستان و گلستان (تصانیف)

مؤلف نے اپنی مذکورہ کتاب میں سعدی کی توصیف اور کتاب کی ضرورت کے بارے میں اس طرح سے بیان کیا ہے:

> ''سعدی اگر میدانِ سخن کا بادشاہ تھا تو مجلسِ فقر میں ایک متوکل فقیر اور تصوّف کا امام تھا۔ وہ احساسات کا مفکر اور شعر و سخن کا غازی تھا۔ وہ نثر کے میدان کا شہسوار اور فصاحت و بلاغت کا امام و پیشوا تھا۔ ایسے مفکرّین کے اوصاف کے بارے میں جو کچھ بھی اشاعت پذیر ہو، خیر و برکت کا باعث ہے۔''(۱۴)

حیاتِ سعدی از عبدالصمد صارم:

مولانا عبدالصمد صارم نے یہ مختصر کتاب ''حیات سعدی'' کے نام سے تالیف کی جو ۱۹۶۱ء میں ایم ثناء اللہ خان کے توسط سے مطبع منصور سے شایع کی گئی۔ کتاب میں مقام کا نام درج نہیں کیا گیا۔ اس کتاب کا مؤلف بھی

کچھ دوسرے مؤلفین کی طرح اِس نکتۂ نظر کا حامی ہے کہ سعدی نے ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ وہ کتاب میں اس طرح سے رقمطراز ہے: ''وہ (سعدی) سومنات سے نکلا اور مغربی ہندوستان کی سیر کی اور اس کے بعد بحرِ ہند اور بحرِ عرب کے راستے یمن اور حجاز میں چلا گیا۔ (۱۵)

زیرِ نظر کتاب کے مطالب درج ذیل عنوانات کے تحت فراہم کیے گئے ہیں:

شیخ کا نام ونسب؛ بچپن؛ تعلیم؛ عہدِ شباب؛ سیر وسیاحت؛ وطن واپسی؛ وفات؛ گلستان و بوستان؛ عمومی حالاتِ زندگانی؛ کلام کی شہرت؛ غزلیات؛ قصاید؛ نمونہ کلام۔

اختتامیہ:

اُردو زبان میں برِّصغیر کی سرزمین پر سعدی کی سوانح نگاری کا آغاز ۱۸۸۶ء میں مولانا الطاف حسین حالی کی تالیف ''حیاتِ سعدی'' سے ہوا۔ بعد ازاں اِسی عنوان سے تین اور سوانح تحریر کی گئیں مگر کوئی بھی کیفیّت وکمیّت کے اعتبار سے حالی کی تالیف کے مرتبے کو نہیں پہنچی۔ اسی موضوع پر ایک اور قابلِ ذکر کتاب ''حالاتِ سعدی'' قلمبند کی گئی جس کے مؤلف کا نام احمد حسین خان ہے۔ زیرِ نظر موضوع پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سوائے ایک کتاب کے سب کی سب قیامِ پاکستان سے پہلے لکھی گئی ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب دو قومی نظریئے کی بنیاد پر مسلمان قوم برِّصغیر میں ایک آزاد مملکت کے لیے جدّ وجہد کر رہی تھی۔ اِس دور میں لوگ اپنی نظریاتی اساس کو مضبوط رکھنے کے لیے سعدی جیسی شخصیات کے افکار سے مستفید ہوتے تھے اور اُن سے محبّت کرتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد شیخ سعدی جیسی شخصیات سے دوری اور کنارہ کشی ناقابلِ فہم ہے۔ البتّہ اس کنارہ کشی کے بھیانک نتائج ضرور سامنے آرہے ہیں۔ آج کل ہمارا معاشرہ دہشت گردی کے چنگل میں جکڑا ہوا ہے۔ ہمارے بازار، درسگاہیں، مساجد، جمعے کے اجتماعات، جنازے، ائر پورٹ اور سیکورٹی ادارے کچھ بھی تو محفوظ نہیں۔ ہم عسکری قوت سے دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کی کوشش تو کر رہے ہیں لیکن اِن کی مکمل بیخ کنی کے لیے ہمیں علمی محاذ پر بھی جدوجہد کرنا ہوگی۔ ہماری قوم کو ایک بار پھر سعدی ایسی شخصیات کے سامنے زانوئے تلمّذ طے کرنا ہوگا اور سعدی جیسے علماء وفضلا سے کسبِ فیض کرنا ہوگا۔

حوالہ جات:

۱۔　عارف نوشاھی، فہرست چاپ ھای آثارِ سعدی، ص ا

۲۔　حالی، حیاتِ سعدی، ص ا

۳۔　سروش، حیاتِ سعدی (حالی)، فہرست مندرجات

۴۔　حالی، حیاتِ سعدی، ترجمہ از سروش، ص (ع) دیباچہ

۵۔　ایضاً، ص ۱۰۔۱۱

۶۔ ایضاً، ص ۳۶

۷۔ احمد حسین خان، حیاتِ سعدی فہرست عنوانات، بحوالہ مجلّہ کاوش ص ۱۸۴

۸۔ ایضاً، ص ج: ایضاً، ص ۱۸۵

۹۔ ایضاً، ص ۴: ایضاً، ص ۱۸۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۴: ایضاً، ص ۱۹۳

۱۱۔ محمد ہارون قادر، مجلّہ کاوش، ص ۱۰۹

۱۲۔ فیروزالدین، یادگارِ سعدی، ص ۷ تا ۹

۱۳۔ شبلی نعمانی، حیاتِ سعدی، ص ۳

۱۴۔ سکندر علی، حیاتِ سعدی، ص ۲

۱۵۔ صارم، حیاتِ سعدی، ص ۱۳

مآخذ:

۱۔ احمد حسین خان، منشی، حیاتِ سعدی، لاہور: مطبع خادم التعلیم، ۱۸۹۵ء۔

۲۔ حالی، مولانا الطاف حسین، حیاتِ سعدی بہ تصحیح اسماعیل پانی پتی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۸۹۵ء۔

۳۔ سروش، سید نصر اللہ، حیاتِ سعدی (فارسی ترجمہ) بنگاہ دانش تہران، بی تا۔

۴۔ سکندر علی خان شروانی ہوشیار پوری، منشی، حیاتِ سعدی، لاہور: گلزار محمد پریس، ۱۹۱۷ء۔

۵۔ شبلی نعمانی، مولانا، حیاتِ سعدی، کانگرس پریس دہلی، بی تا۔

۶۔ صارم، مولانا عبدالصمد، حیاتِ سعدی، مطبع منصور (بی جا)، ۱۹۶۱ء۔

۷۔ عارف نوشاہی، سیّد، فہرست چاپ ھای آثارِ سعدی، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء۔

۸۔ فیروزالدین، یادگارِ سعدی، لاہور: مطبع صدائے ہند، ۱۸۹۸ء۔

۹۔ محمد ہارون قادر، ڈاکٹر، حالاتِ سعدی، مجلّہ کاوش شمارہ ۱۵، لاہور: شعبۂ فارسی جی سی یونیورسٹی، ۲۰۰۵ء۔۲۰۰۶ء۔

☆☆☆